

نبی کریم ﷺ کا ذریعہ معاش

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ، دیال سنگھ ٹرست لاہوری، لاہور

صابر و قانع طبیعت:

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کریم نے اپنے شاہکار تخلیق، اپنے آخری نبی اور اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کو تمام انسانوں کیلئے ہر پہلو، ہر زاویے، ہر جت، ہر اعتبار، ہر لحاظ اور ہر حوالے سے ایک کامل، مثالی اور منفرد نمونہ بنانے کیلئے جہاں بے شمار خاندانی نبی، جسمانی، روحانی، ظاہری، باطنی علمی، اخلاقی اور صوری و معنوی کمالات عنایت فرمائے وہاں اس نے آنحضرت ﷺ کو عام لوگوں کے بر عکس کھانے پینے اور بھوک پیاس کے معاملات میں بھی چمن سے غیر معمولی اور مافق العادات صبر و قناعب، قوت برداشت، دنیا سے بے رغبتی، سیر چشمی اور غنائے نفس کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی صابر و قانع طبیعت کے متعلق آپؐ کی چمن کی دایہ اور گھر بیواندی و خادمہ سیدہ ام ایمن "برکتہ" جو آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی کے ترک کے میں ملی تھیں (۱) اور جنمیں آپ ﷺ از راہ احترام "امی بعد ای" (میری ماں کے بعد دوسرا ماں) فرمایا کرتے تھے (۲)، نے آپ کی ایک بڑی ایمان افروز عادت کریمہ میان کی ہے۔ فرماتی ہیں:

"ساریت النبی ﷺ شکا صغیرا ولا کبیرا جو عماً ولا عطشاً" (۳)

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبری: ج ۱ ص ۱۰۰، دار صادر بیروت، ۱۹۵۸ء / ۱۴۱۳ھ

(ب) عماد الدین ابو الفداء: کتاب الخصر فی اخبار البشر (تاریخ ابو الفداء): ج ۱ ص ۱۱۰

طبع حینیہ مصر

(ج) ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ: ۳: ۶۲۲، بیروت (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۲ کتبہ قدوسیہ، لاہور

۲۔ (الف) نووی: شرح مسلم مع صحیح مسلم: ج ۲ ص ۲۹۱ (باب من فضائل ام ایمن) طبع کالاں کراچی

(ب) ابن کثیر: السیرۃ النبویۃ: ۳: ۶۲۲، بیروت لبنان (اردو ترجمہ ج ۳ ص ۲۵۳ کتبہ

قدوسیہ اردو بازار، لاہور

۳۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبری: ۱: ۱۶۸، دار صادر بیروت

(ب) مقریزی: امتیاز الامان سے ملک رسول میں الانتباہ: ج ۱ ص ۷۔ ۸، قاهرہ

(ج) قاضی عیاش: الشفاء بعرف حقق المطبع: ۱: ۳۶۷، طبع مصر

(میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے جہن میں یا بڑے ہو کر کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت کی ہو۔)

آگے فرماتی ہیں بساواتاں یوں ہوتا کہ صبح کے وقت آپ ﷺ آب زم زم نوش
فرمایتے جب کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے میں پسلے ہی سیر ہوں۔ اب کھانے کی حاجت نہیں (۱)
کھانے پینے میں صبر و قناعت اور برداشت کے اس معمول کے متعلق امام المؤمنین سیدہ
عائشہؓ کی یہ عینی گواہی بھی ملاحظہ کیجئے، فرماتی ہیں :

”کان اذا دخل قال هل عندكم طعام؟ فإذا قيل لا قال انى صائم“ (۲)
(جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو پوچھتے کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس کے جواب میں اگر یہ عرض کیا جاتا کہ کوئی شے نہیں تو فرماتے : پھر میں روزہ دار ہوں (روزے کی نیت کرتا ہوں۔)
انہی امام المؤمنین سے مردی ایک روایت میں یہ معمول بھی لکھا ہے کہ :

”جب آپ ﷺ اپنے اہل خانہ میں تشریف فرماتے تو ساہقات کھانے پینے کے متعلق کچھ پوچھتے ہی نہیں تھے۔ اگر گھر والوں نے کوئی چیز کھانے پینے کو دے دی تو چپ کر کے کھاپی لی (ورنہ کوئی لمبا چوڑا تقاضا نہیں ہوتا تھا)“ (۳)

یہ تو بھوک پیاس اور کھانے پینے کے معاملے میں آپ کی انتہائی قوت برداشت اور صبر و قناعت کی ایک ہلکی سی جھلک تھی۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ جب آپ کی ذات گرامی پر ملکوتی و نورانی صفات کا غلبہ ہوتا اور آپ ﷺ قرب الہی و فنا فی اللہ کی انتہائی منازل پر فائز ہوتے تو ظاہری طور پر کھانے پینے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ چنانچہ صحیح ٹخاری اور دیگر کتب صحاح میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے وصال کے روزے (مسلسل روزے جن کے درمیان کھانا پینا نہیں ہوتا) رکھنے شروع کیے تو حضور ﷺ کی اقتداء میں اتباع نبی ﷺ کے سچ اور عملی طور پر دلدادہ صحابہ کرام نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیے۔
حضور اکرم ﷺ کو اپنے غلاموں کی اس اقتداء اور روش کا پتہ چلا تو ازراہ شفقت و رحمت اور ازراہ

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۶۸، بیرود

(ب) مقریزی، امتیاع الامال بمسالہ رسول من الابناء: ج ۱ ص ۷۔ ۸۔ قاهرہ۔

۲۔ (الف) سنن الہبی داکو: ج ۱، ص ۳۳۳ (کتاب الصیام) طبع کلائی کراچی

(ب) امام سیوطی: الشماکل الشریفہ ص ۱۳۰، طبع جده، سعودی عرب ۱۴۳۲ھ / ۱۹۹۱ء

۳۔ قاضی عیاض: الشفاء، عریف حقوق المصطعه: ج ۱: ص ۸۵ طبع مصر

تخفیف و سوت ایا کرنے سے منع فرمایا۔ اس پر عاشقان رسول ﷺ نے جب یہ محبت بھرا شکال پیش کیا کہ آخر آپ ﷺ بھی تو صوم وصال رکھ رہے ہیں؟ (پھر ہم اس سنت سے کیوں محروم رہیں) اس اشکال کے جواب میں اللہ کے روف رحیم بنی ﷺ نے فرمایا: "میں تمہاری مانند نہیں ہوں۔ میرا حال تو یہ ہے کہ میں رات اپنے پروردگار کے پاس گزارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے" (۱)

کھانے پینے کے بشری تقاضے:

تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کھانے پینے کی اور دیگر انسانی و معماشی ضروریات سے بالکل مبراتھے۔ کھانے پینے اور دیگر حواجح ضروریہ کی تکمیل کیلئے آپ ﷺ کی سعی پر تو قرآن مجید کی نص موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی صراحة کے مطابق اہل کہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جب یہ اعتراض کیا کہ :

"مَالَ هَذَا الرَّئُسُولُ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ" (سورۃ الفرقان : ۷)
(اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔)
تو اللہ کریم نے تھوڑا سا آگے چل کر اس فضول اعتراض کا جواب اور حضور ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا :

"وَمَا أَرْسَلْنَا نَبِيًّاٰ مِّنْ أَنْهَمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ" (الفرقان : ۲۰)
(ہم نے آپ ﷺ سے پہلے جنتے بھی رسول مجھے وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے)

علاوہ ازیں صحاح ستہ اور اکثر کتب حدیث میں موجود باب "كتاب الاطعمة" اور سیرت و شماکل الرسول کی کتابوں میں آپ ﷺ کے مرغوب کھانوں اور مشروبات کی فہرست اور جب بیٹھری تقاضے غالب ہوتے تو کھانا طلب کرنا اور بھوک محسوس فرمانا اس بات کی دلیل ہیں کہ

ا۔ (الف) صحیح خواری، (كتاب الصوم بباب الوصال) ج ۱ ص ۲۶۳ طبع کلاں کراچی

(ب) صحیح خواری (كتاب الاعتصام بباب: ماماکره من التعمق الخ) ج ۲ ص ۱۰۸۲

(ج) صحیح مسلم مع شرح نووی (كتاب الصيام بباب النهى عن الوصال) ج ۱ ص ۳۵۲ - ۳۵۳ طبع کراچی

(د) سنن البیهقی (كتاب الصيام بباب في الوصال) ج ۱ ص ۳۲۲ طبع کلاں کراچی

آپ ﷺ کو ہوک پیاس اور دیگر بشری تقاضوں سے مبرانہ تھے۔ (۱)

آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار بھی حد درجہ صابر و قانع ہونے کے باوجود آخر انسان تھے۔ دیگر انسانوں کی طرح انہیں بھی کھانے پینے کپڑے لئے علاج معالجہ روزمرہ کی دیگر ذاتی معاشی معاشرتی و سماجی ضروریات اور انسانی خواہشات کو ایک باعزت باو قار مناسب اور معقول انداز میں پورا کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

تیسرا اہل دعیاں کے ضروری اخراجات اور حوانج ضروری کی فراہمی میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے عیال دار لوگوں کیلئے ایک نمونہ بھی چھوڑنا تھا، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی گزر بر کس طرح ہوتی تھی اور آپ ﷺ خانگی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کس طرح فرماتے تھے؟ آسان لفظوں میں آپ ﷺ کا ذریعہ معاش یا ذریعہ آمدن کیا تھا؟ تو آئندہ سطور میں ہم یہی چیز معلوم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے گرائی قدر سیرت نگاروں (نور اللہ قبورہم) نے اگرچہ بالعموم اس چیز کو مستقل عنوان کے تحت ذکر نہیں کیا تاہم حدیث کی کتابوں میں متفرق مقامات پر حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ معاش کا سراغ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اہل علم کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جوانی میں قدم رکھا تو ذریعہ معاش کیلئے عام شر فاع مکہ اور اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ تجارت کو اختیار فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے پچا جان کے ہمراہ شام کا تجارتی سفر اور پھر سیدہ خدیجہ کا تجارتی مال لے کر کئی ممالک کا سفر کیا (۲) اور اپنی دیانت و امانت اور خداداد ذہانت و فطانت سے دوسرا سے تاجریوں سے

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

- (الف) شاہنہ ترمذی، مجمع جامع ترمذی ص ۵۷۸-۵۷۹ طبع کالاں کرائی
- (ب) زاد العاد لابن قیم الجوزیہ، ج ۱ ص ۱۳۰ تا ۱۴۰ ایروت ۱۹۸۵ھ / ۱۹۰۵ء
- (ج) شبی نعماں، سیرۃ النبی: ۲: ۱۲۳-۱۲۵ طبع الفیصل لاہور

۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

- (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۱۲۱-۱۲۳ ایروت
- (ب) ابن جریر طبری: تاریخ طبری: ۲: ۲۸۲ تا ۲۸۴ مصر ۱۹۶۱ء
- (ج) علامہ حلی: سیرۃ حلیہ: ۱: ۲۱۵-۲۲۶ مصر
- (د) ابن ہشام: سیرۃ النبی: ۱: ۲۵۱-۲۶۰ مصر

کمیں زیادہ نفع کیا۔ (۱) پھر ۲۵ سال کی عمر میں جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ کے رفیق تجارت سے آگے بڑھ کر ان کے ”رفیق حیات“ بھی بن گئے تو آنحضرت مسیح بن مسیح ”کا شرف حاصل کرنے کے بعد اپنے خداداد مال، اپنے ایثار، اپنے خلوص و محبت اور اپنی کمال و فاشعاری کے باعث حضور ﷺ کو مالی تفکرات اور بال بخوبی کے نام و نفقہ کی ذمہ داریوں سے مستغفی کر دیا تھا۔ سیدہ خدیجہ کے اس ذاتی خلوص و محبت و فاشعاری اور مالی ایثار و قربانی کا اعتراف جماں خود حضور ﷺ کو تھا۔ (۲) وہاں اللہ کریم نے بھی بطور احسان یاد دلایا۔ چنانچہ ارشادِ الہی ہوا:

”وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَنِي“ (سورۃ الحجۃ: ۸)

اور اس نے آپ کو نادار پایا تو (سیدہ خدیجہ سے نکاح کے ذریعے) غنی کر دیا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؑ کی مہمانی:

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سات ماہ تک معروف صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؑ کی مہمانی کا عظیم شرف بنتا۔ (۳) ظاہر ہے اس عرصے میں آپ ﷺ کو اپنے اور اپنے اہل عیال کے کھانے پینے اور دیگر گھر بیوان خراجات کیلئے کسی کام اور محنت کی ضرورت نہ تھی۔

حضرت ابو ایوب انصاریؑ کی سعادت اور خوش نصیبی تھی کہ دیگر جاں ثناوار اور فاشعار انصار کی زبردست خواہش اور حد درجہ تمباکے باوجود اللہ کریم نے انہیں نبی پاک ﷺ کی

۱۔ (الف) ابن سعد: الطبقات الکبریٰ: ۱: ۳۰: امیر دوت

(ب) علامہ حلیبی: سیرت حلیبی: ۱: ۲۱۹: مصر

۲۔ (الف) احمد عبد الرحمن البنا: الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۲۰: ۲۲۱: طبع قاهرہ۔

(ب) سیمیلی: الروض الانف: ۱: ۷۷: طبع مصر

۳۔ (الف) سکھودی: وفایہ الوفاء: ۱: ۱۹۰: طبع بیروت۔ لبنان ۱۷۹۴ء

(ب) ابن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج اص ۸۱ مکتبۃ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور

”سمان نوازی“ کیلئے منتخب فرمایا تھا (۱) تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ حضور ﷺ کی خاطر تواضع اور مہمانداری کر کے دنیا و آخرت کی سعادت میں حاصل نہ کرتے۔ وہ اگرچہ کوئی امیر کبیر آدمی نہ تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ ایک رات پانی کا گھر انٹ گیا تو پانی کے نیچے حضور ﷺ کے کمرے میں ٹکنے کے اندر یہی شے کے باعث انہیں اپنے ہی لحاف کے ذریعے اس پانی کو جذب کرنا پڑا تھا۔ گھر میں اتنا کپڑا (تو یہ وغیرہ) نہ تھا کہ اس سے پانی کو جذب کر سکتے۔ (۲) اس کے باوجود ام ایوب روزانہ بڑی عقیدت اور چاہت سے کھانا تیار کر تیں اور پسلے بارگاہ نبوی ﷺ میں لے آتیں جو کھانا بچ رہتا، اسے میاں بیوی بطور تیرک بڑے شوق سے کھاتے اور برتن کی اسی جگہ سے کھاتے جماں حضور ﷺ کے دست مبارک کے نشان لگے ہوتے تھے۔ (۳)

حضرت ایوب تو سمان نوازی کے طور پر ”ما حضر“ بارگاہ نبوی میں پیش کرتے ہی تھے اس دوران کئی دوسرے انصار بھی حضور کیلئے کھانا اور دیگر تھائے پیش کرنے میں ابو ایوب سے بھی نہیں تھے۔ چنانچہ سکھودی نے حضرت زید بن ثابت کا بیان نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ حضرت ایوب کے گھر جلوہ افروز ہو گئے تو سب سے پہلا آدمی جو ہدیہ لے کر حضور ﷺ کی رہائش گاہ میں داخل ہوا وہ میں تھا۔ گندم کی روٹی سے تیار کی گئی تریخ کا پیالہ کچھ گھی اور دو دھن آپ ﷺ کے سامنے رکھتے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پیالہ (کھانا) میری والدہ

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(الف) ان کثیر: سیرۃ النبی یہ: ۲: ۲۷۲ قاہرہ

(ب) علامہ حلیبی: سیرت حلیبی: ۲: ۲۲۸ مصر

(ج) سیلی: الروض الانف: ۲: ۲۲۸ طبع مصر

(د) ان اشیر الجزری: اسد الغابہ: ۲: ۸۰-۸۱ طهران

(ه) سکھودی: دفاع الوفاء: ۱: ۲۵۶، ۲۵۷ بیروت لبنان

(و) علامہ الصالح الشافی: سبل الحدی والرشاد فی سیرت خیر العباد (سیرت شافی): ۳: ۳۹۰ قاہرہ

۲۔ (الف) سیلی: الروض الانف: ۲: ۲۳۹ طبع مصر

(ب) سکھودی: دفاع الوفاء: ۱: ۲۶۳ بیروت لبنان

(ج) ان کثیر: سیرۃ النبی یہ: ۲: ۷۲۷ قاہرہ

(د) ان حجر، الاصابہ فی تمجید الصحابة ذکر ایوب (خلد) انصاری

۳۔ ان اشیر الجزری: اسد الغابہ: ۲: ۸۱-۸۲ طهران

نے آپ کی خدمت میں بھجا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر مجھے "بارک اللہ فیہا" کے الفاظ سے برکت کی دعا دیتے ہوئے اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لیا اور سب نے مل کر کھالیا۔ میں (زیدین شاہست) ابھی دروازے سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ (رمیس الانصار) کا غلام سر پر ایک ڈھکا ہوا پیالہ رکھے ہوئے آگیا۔ میں نے ابو ایوب کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس پیالہ کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو اس میں ثریڈ تھی جس کے اوپر گوشت کی ھڈیاں نظر رہی تھیں۔ غلام نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر وہ پیالہ پیش کر دیا۔ زیدین شاہست مزید فرماتے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہ گزری تھی جس رات ہم بنی مالک بن النجاش میں سے تین چار آدمی باری حضور ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش نہ کرتے ہوں حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنے دولت کدہ میں منتقل ہو گئے۔ (۱)

انصار کے ہدیے:

جب آپ ﷺ حضرت ابو ایوب کے گھر سے اپنے دولت کدہ منتقل ہو گئے تو شروع میں ہمیں آپ ﷺ کا کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آیا اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ انصار مدینہ خصوصاً پڑوی انصاریوں نے اپنے خلوص و محبت و عقیدت و ارادت اور جذبہ ایثار کے باعث آپ ﷺ کو اہل بیت نبوی کے کھانے اور دیگر اخراجات کے سلسلے میں چند اسال منتظر نہیں ہونے دیا۔ (۲) انصار کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کے مرد اور عورتیں مختلف ہدایا (کھانے پینے کی چیزیں) ہجع کر رسول مقبول کا قرب حاصل کرتے اور نظر التفات چاہتے تھے۔ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلمیم کے پاس ہدیہ دینے کیلئے کوئی چیز نہ تھی انہوں نے یہ حضرت اپنی بیٹی انس بارگاہ نبوی میں خدمت کیلئے پیش کر کے پوری کی (۳)

آپ کے نفخاںی عزیز اور صاحب حیثیت حضرت حیثیت حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعد بن معاؤ اور اسد بن زراہ کی عقیدت کا تو یہ عالم تھا کہ روزانہ بلا نامہ ان کے کھانے کا پیالہ دولت کدہ نبوی میں پہنچتا تھا۔ (۴) انصار کی اس پر خلوص محبت کی تائید صحیح میں اور دیگر کتب حدیث میں موجود امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ :

۱۔ (الف) سہبودی: وفاء الوفاء: ۱: ۲۶۳، بیروت لبنان

(ب) انن کشیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۱: ۳۸۰-۳۸۱، مکتبہ قدوسیہ، "اردو بازار" لاہور

۲۔ ان سعد: الطبقات الکبری (اردو ترجمہ، مام طبقات کبیر) ج ۱: ۳۵۳، حیدر آباد کن ۱۹۳۳ء

۳۔ سہبودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۳، بیروت لبنان

۴۔ سہبودی: وفاء الوفاء: ۱: ۱۹۰، بیروت لبنان

”قد کان لرسول اللہ ﷺ جیران من الانصار وکانت لهم منائج فكانوا ارسلون
الی رسول اللہ ﷺ من الباٰنها فيسقیناہ“ (۱)

(رسول مقبول ﷺ کے چند پڑوی انصار میں سے تھے جن کے پاس اوٹنیاں تھیں وہ (ازراہ محبت) حضور ﷺ کے پاس دودھ بھیجا کرتے تھے تو وہ دودھ آپ ﷺ میں پلا دیتے تھے۔)

علاوه ازیں مدینہ منورہ کے انصار کسان اور زراعت پیشہ تھے۔ ان میں سے صاحب ثروت حضرات نے اپنے باغوں میں ایک ایک درخت کو نشان زدہ کر دیا تھا کہ اس کا پھل رسول اللہ ﷺ کیلئے ہوگا۔ چنانچہ ہر سال کھجور کی فصل کئنے پر اس درخت سے جتنی کھجوریں حاصل ہوتیں وہ سب حضور ﷺ کے گھر پہنچادی جاتیں (۲) آپ ﷺ یہ کھجوریں قبول فرماتے رہے مگر جب ۳۴۵ میں ہو قریطہ اور ہونصیر کے املاک اور زرعی زمینیں بطور ”فے“ آپ ﷺ کے زیر تصرف آگئیں تو آپ ﷺ نے ملکیں انصار کے یہ باغات (درخت) ان کو واپس فرمادیتے تھے (۳)

ذاتی بکریاں و اوٹنیاں:

ہاتھ سے کما کر کھانے والی بلکھ دوسروں کو کھلانے والی نبی کریم ﷺ کی غیور، خوددار اور غنی نفس کی دولت سے مالامال ذات کیلئے کیسے ممکن تھا کہ وہ ان صحابہؓ کے تحائف وہدیا اور نذر انوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے۔ انصار کے یہ پر خلوس ہدیے اور نذر انے تو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تسلیم خاطر عزت افزائی اور بہادری در جات کیلئے قول کیے جاتے تھے۔ بہادریں بلاذری اور دیگر سیرت نگاروں کے مطابق آنچنان علیہ التحیۃ والتسلیم

۱۔ (الف) امام خاری، صحیح خاری: ۲: ۹۵۶ طبع کلاں کراچی

(ب) امام مسلم: صحیح مسلم مع شرح نووی: ۲: ۳۰۱ طبع کلاں کراچی

(ج) ان حبان: صحیح ان حبان: ۹: ۸۸، سانگھرے بل، شیخوپورہ۔

(د) ان اہل شیبہ: مصنف: ۳۲۹، ۳: ۲۳۹ کراچی

(ه) ابن سعد: الطبقات الکبری (عن اہل ہر بریة) ج ۱ ص ۳۰۰ میرودت

(و) ایضاً: دلائل النبوة: ۱: ۳۲۱، مکتبۃ اثریہ لاہور

۲۔ (الف) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور (خطبہ نظام بالیہ و تقویم ص ۵۵، ۲۷ جامعہ اسلامیہ بہاولپور۔

(ب) اردو و ارہ معارف اسلامیہ، ج ۱۹ ص ۳۵۵، بخاپ یونیورسٹی لاہور

۳۔ صحیح مسلم: ۲: ۹۶ طبع کلاں کراچی

نے اپنے بال پھوٹ کیے دودھ دینے والی کچھ بکریاں اور انہیں ذاتی طور پر خریدلی تھیں اور کچھ لوگوں نے بطور ہدایہ پیش کی تھیں۔ (۱)

ان بکریوں اور انہیں کیلئے شرم دینے کے مضافات میں ایک چراگاہ معین کی گئی جماں ایک صاحبی رضا کارانہ طور پر ان جانوروں کی گلبدشت کرتے (انہیں چرانے کا فریضہ انعام دیتے اور روزانہ دودھ اس مقام سے مدینہ منورہ لا کر رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچایا کرتے تھے۔ اہل خاندان اس دودھ کو استعمال کرتے تھے۔ (۲)

مال غنیمت میں حصہ :

رمضان المبارک ۲۵ میں غزوہ بدربویش آیا اور اس کے بعد بوجوہ غزوت کا ایک مستقل سلمہ چل نکلا۔ دشمنان اسلام کے ساتھ بزور قوت ان جنگوں اور باقاعدہ لشکر کشی کے نتیجے میں دشمنوں کی املاک اور ساز و سامان "غنیمت" کے طور پر ہاتھ لگتا۔ اللہ کریم نے سالین انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے بر عکس اس مال غنیمت کو حضور ﷺ کیلئے بطور خاص حلال قرار دیتے ہوئے (۳) آپ ﷺ کیلئے اور آپ ﷺ کے غلاموں کیلئے ایک آمدن کا ذریعہ بنادیا۔ قرآنی ہدایات کے مطابق جو کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا اس کا ۱/۵ حصہ (خمس) نائب الہی سربراہ مملکت اور رسول خدا ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ کی (سرکاری) تحویل میں آتا اور باقی ۴/۵ حصہ (منقولہ) مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ کل مال غنیمت کا ۱/۵ حصہ میں اللہ کریم نے پانچواں حصہ یعنی کل کا ۱/۲۵ ابی کریم ﷺ کیلئے مختص فرمادیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

- ۱۔ البلاذری: انساب الاشراف: ۱: ۱۲: ۵۱۳ تا ۵۱۵ ہیرود
- ۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاول پور (خطبہ نظام مالیہ و تقویم) ص ۲۷، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور
- ۳۔ ارشاد نبوی ہے "احلت لی الغنائم" میرے لئے شمشتمیں حلال کر دی گئیں (مکملہ ص ۵۱۲ طبع کلاں کراچی)۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا: "فلم تحل الغنائم لاحمدن قبلنا ذلک بان الله رای ضعفنا و عجزنا فاطبیہالنا،" ہم سے قبل کسی کیلئے یہ شمشتمیں حلال نہ تھیں۔ سایں وجہ کہ اللہ نے ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا تو غنیمت کو ہمارے لئے حلال کر دیا (مسلم: ۲: ۸۵ کراچی)

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا عِنْدَكُمْ مِّنْ شَئْوَنِ اللَّهِ الْخَمْسَةُ وَالرَّسُولُ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ وَأَنِّي السَّبِيلُ" (سورة الانفال: ۳۱)

(اور جان لوکہ جو کچھ تمیں بطور غیرمت حاصل ہو سواس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کیلئے اور (رسول کے) قربیداروں کیلئے اور قیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے۔) تمام غزوتوں میں نبی کریم ﷺ نہ صرف شریک ہوتے بلکہ امیر لشکر بھی ہوتے تھے۔ اس لئے مال غیرمت کا ۵٪ حصہ جو مجاہدوں اور غازیوں میں پیدل اور سوار میں تھوڑے سے فرق (۱) (پیدل کیلئے ایک اور سوار کیلئے دو حصے) کے ساتھ تقسیم کیا جاتا تھا۔ اسکی وجہ مجاہدین کے ساتھ حضور ﷺ کو بھی برابر کا حصہ ملتا۔ یوں مال غیرمت سے ملنے والا حصہ نبی کریم ﷺ کی آمدن کا ایک معقول ذریعہ ہے گیا۔ کیونکہ بعض غزوتوں میں کثیر مال غیرمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا مثلاً صرف ھوازن سے جو مال غیرمت حاصل ہوا اس میں واقدی اور ماوردی کی صراحت کے مطابق چھ ہزار غلام و باندیاں، چوپیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بجیاں اور چار ہزار اوپریہ چاندی تھی (۲)

حضرت مخیریق کا وقف:

۳۴ میں جب غزوہ احمد پیش آیا تو اس میں اگرچہ مسلمانوں کو کوئی مال غیرمت نہیں ملا تھا تاہم اللہ کریم نے اپنے وعدہ "وَمَنْ يَتَقَبَّلَ مِنْهُ إِنَّمَا يَعْلَمُ لَهُ مَخْرَجٌ وَّيُرْزَقُهُ مِنْ حِلَالٍ يَحْتَسِبُ" (سورة طلاق: ۳-۲) (جو آدمی اللہ سے ڈرتائیں تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتا اور اسے اس جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا) کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے اس موقع پر اپنے محبوب ﷺ کو ایک ایسی جگہ سے رزق بھم پہنچایا۔ جس کا بظاہر دور دور تک امکان اور کوئی گمان نہ تھا۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ مخیریق نامی یہودی ہو، نصیر میں ایک معتبر عالم تھا۔ غزوہ احمد کے دن آپ ﷺ پر ایمان لایا۔ اس کے پاس سات زمینیں یا سات باغات تھے۔ غزوہ احمد میں حضور کے ساتھ شریک ہوا اور

۱۔ (الف) ۱۱۔ کاسانی: بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۲۵، ۳۲۶ لاہور

(ب) مرغینانی: ہدایہ (اردو ترجمہ عین الہدایہ) ج ۲ ص ۵۲۸-۵۳۹

(ج) سعی انن آدم: کتاب الخراج، ص ۳۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

۲۔ (الف) واقدی: کتاب المغازی: ۳: ۹۳۳۔ آکسفورڈ یونیورسٹی ۱۹۶۲ء

(ب) ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد: اعلام النبوة، ص ۲۱۱ طبع ازہر ۱۹۸۱ء

وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے ساتوں باغات (کع زین) رسول اللہ ﷺ کے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شہید ہو گیا تو اس کے سارے باغات حسب وصیت حضور ﷺ کی ملکیت میں آگئے۔ (۱)

ظاہر ہے ان باغات کی آمدی اب حضور ﷺ کی ذاتی آمدی بن گئی تھی۔ اس کے بعد قرین قیاس یہی ہے کہ آپ ﷺ کیلئے کوئی مالی دشواری نہیں رہی ہو گی۔ ان باغات کے متعلق ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی طبعی فیاضی جو دوستخواہ و رحمة اللعالمینی کے باعث یہ باغات غرباء و مساکین کیلئے وقف کر دیتے تھے (۲)

اموال و املاک فی:

مال غنیمت میں حصہ اور مختیّر یہودی کے ذکورہ سات باغات کے علاوہ ایک اور بہت بڑا ذریعہ آمدن یا ذریعہ معاش جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کیلئے پیدا فرمایا وہ ”مال فئی“ تھا۔ یہ وہ املاک و اموال تھے جن کے لئے مجاهدین اسلام کو کوئی جگ اور لٹکر کشی نہیں کرنی پڑی تھی بلکہ الہ حرب (یہود وغیرہ) کے ساتھ معاهدہ صلح کے بدالے میں حاصل ہوئے تھے۔ یہ مال نے نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص تھا۔ آپ ﷺ جیسے چاہتے اس میں تصرف فرماتے۔ اپنے لئے خاص کر لیتے یا جن میں چاہتے تقسیم فرمادیتے۔ مال غنیمت کے بر عکس کل مال فی کو اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ”اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان (ہونصروں وغیرہ) سے بطور فی دلوایا، تو تم نے اس کیلئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غلبہ دے دیتا ہے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) مسیعوں والوں سے بطور فی دلوادے تو وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا اور (رسول کے) قرابداروں کا اور شیعوں کا اور مسکینوں کا“ سورہ الحشر: ۲۔ ۷۔

(الف) الماوردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۲ قانونی کتب خانہ لاہور

(ب) ان کشیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ۲: ۵۹

(ج) ڈاکٹر محمد حمید اللہ: خطبات بہاولپور: ص ۷۷۲ اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور ۱۴۳۰ھ

(د) ان حجر: الاصابہ فی تمییز الصحابة (ذکرہ مختصر)

۲۔ ان حجر: فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶: ۱۴۰۰، حوالہ شیل نعمانی: سیرۃ النبی: ۲: ۱۱۲، الفیض لاہور۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا "مال فتنے" جو ساھیہ یا ۲۴۵ھ میں ہاتھ آیا وہ مدینہ منورہ کے نواحی میں رہنے والے یہودیوں کے مشور قبیلہ یونفیر کے اموال تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک معابدے کے مطابق یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ جتنا منقولہ سامان لے جاسکتے تھے، اٹھا کر جلاوطن ہو گئے (۱) جس کے نتیجے میں ان کے سکھوروں کے نخالتان حضور ﷺ کے زیر تصرف آگئے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ: یونفیر کے اموال ان اموال میں داخل تھے جو اللہ کریم نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو بطور فتنے عنایت فرمائے تھے۔ ان پر مسلمانوں نے کوئی باقاعدہ فوج کشی نہیں کی تھی (بلکہ یہ ایک معابدے کے نتیجے میں ملے تھے) لہذا یہ اموال رسول اللہ ﷺ کی خصوصی ملکیت تھے۔ آپ ﷺ ان اموال (نخالتان) کی آمدن سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے سال بھر کا نفقہ لے لیتے اور باقی ماندہ آمدی جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں خرچ فرماتے تھے۔ (۲)

- ۱۔ (الف) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ) : ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔
- (ب) اردو عربی تفاسیر۔ تحت سورۃ الحشر، ابتدائی آیات
- (ج) انن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲۲ ص ۱۱۲ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
- ۲۔ (الف) صحیح مخاری: ۱: ۲۰ (کتاب الجماد بباب الحج) کراچی نیز ج ۲۵ ص ۲۷ (کتاب التفسیر)
- (ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۸۹ (کتاب الجماد بباب حکم الحج) کراچی
- (ج) ابو عبید: کتاب الاموال (اردو ترجمہ) : ۱: ۱۱۹۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد
- (د) علامہ کاسانی: بدائع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۳، دیال سنگھ لاہور یہی لاہور
- (ه) سنن النبی داکو، ج ۲ ص ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ (کتاب الخراج بباب صفائیا النبی من الاموال) کراچی
- "(و)" علامہ آلوسی: روح المعانی، ج: ۲۸ تحت سورۃ الحشر
- (ز) قاضی شاء الشیعی پی: تفسیر مظہری (اردو ترجمہ) ج ۱ ص ۳۹۵۔ دارالاشراعت کراچی ۱۳۱۱ھ
- (ح) انن کثیر: تفسیر القرآن العظیم (اردو ترجمہ) پارہ: ۲۸ ص ۲۳ نور محمد کراچی
- (ط) انن کثیر: سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) ج ۲ ص ۷ امکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

بُو نصیر سے حاصل ہونے والے مال فتنے کے بعد ایک معابدہ صلح کے نتیجے میں جو اموال بطور فتنے
حضور ﷺ کے ہاتھ آتے ہیں وہ خبر کے قلعے اور فدک کی بستیوں کی آدمی زمین ہے (۱) مال فتنے کے
طور پر حاصل ہونے والی یہ الاملاک زمینیں اور باغات بھی کریم علیہ السلام کیلئے مخصوص تھے۔ آپ علیہ السلام ان
میں جس طرح چاہتے تصرف فرماتے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ :

كانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث صفياً بنو النضير و خيبر و فدك فاما بنو النضير
فكانت جبسالنوبه وأما ذرك فكانت جبسالأنبياء السبيل وأما خيبر فجزء
هارسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أجزاء جزئين بين المسلمين وجزء النفقة اهله فما فضل
عن نفقة اهله جعله بين فقراء المهاجرين (۲)

بُو نصیر، خیبر اور فدک کے تینوں اموال (باغات وغیرہ) رسول اللہ ﷺ کیلئے مخصوص (چن لئے
گئے) تھے۔ چنانچہ بُو نصیر کے اموال سے آدمی آپ ﷺ کے ذاتی حوانگ حواریت (نگرانی ضروریات)
کیلئے اور فدک سے آدمی مسافروں کیلئے مختص تھی جبکہ خیبر سے آدمی کو آپ ﷺ نے تین حصوں میں
 تقسیم کر دیا تھا (۳) ووچھے مسلمانوں میں تقسیم فرمادئے اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے نفقة
کیلئے رکھ لیا۔ پھر اپنے اہل خانہ کے نفقة سے جوچ رہتا ہے بھی فقراء مهاجرین میں تقسیم کر دیتے۔

ان سعد نے متعدد ازواج مطہرات کے ذذکرے میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہیں خیبر کی
آدمی سے سالانہ اسی (۸۰) اسی (۸۰) و سق (۳۰۵ من) کھجور اور یہیں (۲۰) و سق

(۱۰۱ من ۱۰۱ اسیر) جو سالانہ عنایت فرماتے تھے (۴)

۱۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :

(الف) ابو عبید : کتاب الاموال (اردو ترجمہ) ج ۱۲۱، اسلام آباد

(ب) کاسانی : بداع الصنائع (اردو ترجمہ) ج ۷ ص ۳۰۱ دیال سنگھ لاہوری کی لاہور

(ج) ماوردی : احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۵ تا ۲۷۷ قانونی کتب خانہ لاہور

(نوٹ : ماوردی نے خاصی تفصیل دی ہے)

(د) سعیان آدم : کتاب الخراج ص ۲۳۶ طبع دارالعرفیہ بیروت لبنان

سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۱۳ (باب صفائی النسی من الاموال) کراچی

کیونکہ خیبر کے بعض قلعے بور ششیر فتح ہوئے اور بعض معابدہ صلح کے نتیجے میں (حاشرہ

ابو داؤد : ۲ : ۲۱۳ کراچی۔ نیز ماوردی : الاحکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۳ لاہور۔

۲۔ ان سعد : الطبقات الکبریٰ : ج ۸ ص ۸۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۹، ۱۰۰، ۱۲۷، ۱۳۰ طبع بیروت

درج بالا یکی وہ اموال فتنے تھے جن کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزهراء نے غلط فہمی میں سیدنا صدیق اکبر سے بطور میراث لینے کا مطالبہ کیا تھا مگر خلیفہ اول کی زبانی جب حضور ﷺ کے ترکہ میں فرمان نبوی کے مطابق میراث جاری نہ ہو سکنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو آخر محترم خاموش ہو گئیں۔ خاری میں ہے جب سیدہ فاطمہؓ نے ان اموال میں میراث کا مطالبہ کیا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

”یہیک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی مالی وراثت نہیں چلتی ہم جو کچھ چوڑیں وہ صدقہ (دقف) ہوتا ہے۔ البتہ آل محمد ﷺ اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھاتے رہیں گے۔ ان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کھانے پینے کی ضروریات سے زیادہ کا مطالبہ کریں۔ قسم خدا نبی کریم ﷺ کے صدقات کا استعمال جس طرح آج پہ ﷺ کے عہد میں ہوتا تھا میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ میں ان کے بارے میں ہر قیمت پر وہی کروں گا جو رسول مقبول ﷺ کیا کرتے تھے۔ (اس موقع پر صدیق اکبرؓ نے یہ بھی فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، رسول اللہ ﷺ کے قرابتاروں سے صدر حی کرنا مجھے اپنے اقرباء کی صدر حی سے زیادہ عزیز ہے)“ (مطلوب یہ ہے کہ آپ کے مالی حقوق تواریکے جاتے رہیں گے مگر ان اموال میں میراث جاری نہ ہو گی۔ (۱)

- (الف) صحیح بخاری: ۱: ۵۲۶ (کتاب المناقب باب مناقب قرابۃ رسول اللہ) طبع کلاں کراچی
- (ب) صحیح بخاری: ۲: ۵۷۲ (کتاب المغازی باب حدیث بنی نصر) نوٹ: ان اموال فتنے کے فقہی اور تفصیلی احکام لئے ملاحظہ ہو:

 - (الف) صحیح بخاری رج ۲ ص ۹۶۰ - ۹۶۱ کراچی۔
 - (ب) صحیح مسلم مع نووی: ۲: ۸۹ کراچی۔

- (ج) بدائع الصنائع للكاساني (اردو ترجمہ) : ۷: ۳۰۱، دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور بریئی لاہور
- (د) کتاب الخراج لامام اہل یوسف ص ۱۴۳ - ۱۴۴ بیرود
- (ه) کتاب الخراج لابن آدم ص ۱۴۳ - ۱۴۴ بیرود
- (و) مادردی: احکام السلطانیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۷۵ - ۲۷۶ قانونی کتب خانہ لاہور

بادشاہوں اور وفود کے ہدیے :

نبی کریم ﷺ کی معاش، گزر بسر اور آمدن کا ایک ذریعہ صحابہ کے ہدایا کے علاوہ مختلف ممالک کے بادشاہوں اور فرمائزوں کے تھائے اور ہدیے بھی تھے۔ جن کو آپ ﷺ ان کی عزت افزائی اور تالیف قلبی کیلئے قبول فرمائیتے تھے۔ (۱) مثلاً متو قس ملک القطب نے ایک دفعہ دلوٹیاں ایک جوڑا کپڑے اور ایک سفید خوبصورت چتر بھیجا جس کا نام دلدل تھا۔ فروہ بن عمر جذامی (عامل قیصر) نے ایک عمدہ چتر، گھوڑے، کپڑے، اور سندس کی قبا بھیجی۔ اسی طرح اکیدر رومہ الجمل نے قیمتی ہدیے بھیجے۔ بادشاہوں کے علاوہ مختلف وفود جو بدایا لاتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ (۲)

درج بالا ظاہری و حسی ذرائع وسائل معاش اور خاطر خواہ ذرائع آمدن موجود ہونے، باطنی طور پر زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہاتھ میں ہونے (۳) اور دس لاکھ مریع میل کا حکمران ہونے (۴) کے باوجود اگر شہنشاہ و سر اتاجد ارمدینہ اور نبی کریم رَوْفِ رَحِیْم علیہ التحیۃ والسلام کے گھروں میں بقول امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ دودو میں آگ نہیں جلا کرتی تھی (۵) تو ظاہر ہے اس کا باعث معاشری و مالی مجبوری نہ تھی بلکہ اس کی وجہ ایک توامت کے صاحب ثروت و دولت لوگوں کیلئے صبر و قاتعت اور زہدو فقر کا عملی نمونہ پیش کرنا تھا و سر اس اختیاری زہدو فقر سے غباء و مساکین امت کیلئے ڈھارس و حوصلہ کا سامان میا کرنا تھا۔ تیسرے اپنی طبعی رحمت و شفقت اور جلی فیاضی و کریمی کے باعث اپناسب کچھ غلظ خدا پر خرچ کر دینا تھا۔ جس کی ایمان افروز ترتیبانی فاضل بریلویؒ نے یوں کی ہے:-

میرے کریم سے گرقطرہ کسی نے ماں

دریا یہا دیے ہیں در بے بیہا دیے ہیں

۱۔ جامع ترمذی ص ۷۲ (ابواب الجہاد بباب ماجاء فی قبول ہدایا المهر کین) کراچی

۲۔ شاہب الدین خاچی: شیم الریاض شرح الشفاء للقاچنی عیاض: ۱:۱:۲۷۳۲۷ مصہر ۱۳۲۵ھ

۳۔ قد اعلیٰ مفتاح خرائن الارض۔ مجھے زمین کے خزانوں کی جایاں عطا کردی گئی ہیں (صحیح خواری: ۲: ۹۵ کراچی)

۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ: عمد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۲۲۳ کراچی ۱۹۸۱ء

۵۔ الف) صحیح خواری: ۲: ۹۵ کراچی (ب) صحیح مسلم معنوی: ۲: ۲۰۱ کراچی

(ج) انہ اہلی شبہ: مصنف: ۱۳: ۲۳۹ کراچی

(د) صحیح ابن حبان: ۹: ۸۸ سانگکر ہل، ضلع شیخوپورہ۔